ملک پاکستان کی قدر کریں!

کفار کے ممالک میں نہ جائیں!

مولانا شیخ موسیٰ عراقی
استاذ مدرسہ ابن عباسؓ، کراچی

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتے ہیں: ''فتنہ قتل سے زیادہ سخت ہے۔'' ایک اور جگہ فرمایا کہ: ''فتنہ قتل سے زیادہ بڑا ہے۔'' قتل بدن پر ہوتا ہے اور زیادہ سے زیادہ کیا ہوگا؟! انسان کو موت آجائے گی! مٹی کے نیچے چلا جائے گا! اور اگر شہید ہوا ہے تو اس کا رتبہ بہت بڑا ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک زندہ ہے، لیکن جو بندہ خدانخواستہ مفتون ہوگیا، فتنہ میں مبتلا ہوگیا اور جو وقت وہ گزار رہا ہے، نیکیاں ملنے کے بجائے گناہ اور برائیوں کی طرف جارہا ہے۔

یہودیوں اور عیسائیوں کا ایک طریقہ ہے کہ قتل وغارت کے بجائے (پہلے زیادہ قتل وغارت کرتے تھے، اب بھی کرتے ہیں، لیکن) اب ان کا زیادہ رجحان مسلمانوں کو فتنہ میں مبتلا کرنے کا ہے، کوشش کرکے فتنہ میں ڈال کر اس کی دنیا وآخرت کی تباہی کا سبب بنتے ہیں۔

کفار کے ممالک میں جاکر اپنے اور اپنی اولاد کے ایمان کو خطرے میں نہ ڈالیں

آج کل جو ایک فتنہ مسلمانوں میں بہت پھیلا ہوا ہے، حد سے زیادہ اور ہماری سوچ سے بھی زیادہ، وہ یہ ہے کہ کفار کے ممالک کی طرف ہجرت کرنا، سفر کرنا اور ادھر ہی اقامت کرنا۔

قرآن کریم میں ہے:

''وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ '' (البقرۃ:۱۲۰)

یعنی: ''(اے محمد! ﷺ) آپ سے نہ تو یہودی کبھی خوش ہوں گے اور نہ عیسائی، یہاں تک کہ آپ ان کے مذہب کی پیروی اختیار کرلیں''۔ ''ان کا دین'' یعنی ان کا محرف شدہ دین جو کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے الگ ہے، ان کے دین کی جب تک آپ اتباع نہیں کرلیں گے، اس وقت تک یہ آپ

سے راضی نہیں ہوں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیتِ مبارکہ جن کے اخلاقِ مبارکہ کی گواہی خود اللہ پاک دے رہے ہیں کہ: ’’وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ‘‘ میری اور آپ کی شخصیت کچھ بھی نہیں ہے ان کے مقابلے میں، جب ان سے راضی نہیں ہوتے تو مجھ سے اور آپ سے کیسے راضی ہوسکتے ہیں؟ یہ ہو نہیں سکتا، جتنا مرضی ان کو خوش کرنے کی کوشش کی جائے، یہ اس وقت تک راضی نہیں ہوں گے، جب تک اپنا دین چھوڑ کر ہم اُن کا مذہب نہ اختیار کرلیں۔ اور یہ ہورہا ہے، وہاں اتنی مساجد، تحفیظ اور دعوت کے باوجود مسلمان کا بچہ عیسائیت کی طرف جارہا ہے اور اگر بچہ بچ بھی جائے، یعنی اگر بالفرض پہلی نسل بچ بھی جاتی ہے، اگرچہ ایسا بھی بہت کم ہوتا ہے، بیس تیس فیصد یا زیادہ سے زیادہ ستر فیصد اسلام پر قائم رہتی ہے، لیکن پھر آگے ان کی نسل بمشکل بیس فیصد بھی اسلام پر قائم نہیں رہتی، آپ غیر مسلم ممالک میں جائیں، آپ جتنا بھی تلاش کرلیں، آپ کو ایسا شخص نہیں ملے گا جو خود بھی مسلمان ہو، اس کا باپ بھی مسلمان ہو، دادا بھی مسلمان ہو، ہوسکتا ہے میرے علم میں نہ ہو اور ایسی مثال ہو کہ تیسری نسل بھی مسلمان ہو، مگر میں آج تک ایسے کسی شخص سے نہیں ملا۔ اور پھر مسلمان ممالک کو چھوڑ کر غیر مسلم ممالک کی طرف جانا کوئی آج کل کی بات نہیں، بہت پرانی بات ہے، سوسو سال، ڈیڑھ سوسال پہلے لاکھوں کی تعداد میں مسلمان باہر گئے، اب اُن کی نسلوں میں کوئی مسلمان نہیں ملتا، سوسال تو دور کی بات ہے، جو ستر سال پہلے گئے، ان کی نسلوں میں بھی کوئی مسلمان نہیں ملتا۔

اب آپ یہ بھی دیکھیں کہ قیامت تک جتنی نسل ہوگی، یہ اپنے ملک چھوڑ کر باہر جانے والے ان سب کے کفر میں مبتلا ہونے کا سبب بن گیا، کیونکہ مسلم ملک میں ہی رہنے کی صورت میں ہوسکتا ہے نسلیں گمراہ ہوجائیں، لیکن پھر بھی مسلمان تو رہیں گے اور اگر ہم نیک بن جائیں اور اسلامی ملک میں ہی قرار پکڑیں تو ان شاء اللہ! اس کی برکت ہماری نسلوں تک جائے گی۔ سورۂ کہف میں جن یتیم بچوں کا ذکر ہے: ’’أَبُوْهُمَا صَالِحًا‘‘ ان کا ساتواں دادا صالح تھا تو اگر ہم نیکی اختیار کریں تو نیکی اور ایمان کی خوشبو اور برکت نسلوں تک جائے گی۔ اور یہ دیکھو! بجائے اس کے کفار اسلام قبول کرتے اور مسلمانوں کی طرف ہجرت کرتے، اُلٹا مسلمان ان کی طرف جارہے ہیں اور یہ بات کبھی مت کہنا کہ پاکستان اور دیگر اسلامی ممالک میں تکالیف ہیں۔ مدینہ شریف میں بھی تکلیف تھی، جب مسلمان مکّہ سے ہجرت کرکے آئے، اس وقت مدینہ شریف کا نام بھی یثرب تھا اور بہت خطرناک بخار پھیلا ہوا تھا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سب کچھ برداشت کرتے چلے آئے، اپنے اہل وعیال، گھر بار چھوڑ چھاڑ کر چلے، سوچا تک نہیں کسی نے کہ روم کی طرف چلے جائیں، اس وقت تو یورپ وغیرہ نہیں تھا۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ یہ ایک صحابی ہیں، جہاد پر نہ جانے کی وجہ سے جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا مقاطعہ فرمایا تو روم کے بادشاہ کی طرف سے ان کے لیے ایک خط آیا تھا کہ اگر آپ

کے بڑے آپ سے ناراض ہیں تو ہم آپ سے یہ کہتے ہیں کہ آپ ہمارے پاس آجائیں، جو بھی آپ چاہتے ہیں وہ آپ کو مل جائے گا، اتنا ناراض اور غصّہ ہوئے کہ اس خط کو تندور میں جھونک دیا، خوش نہیں ہوئے۔

انتہائی افسوس کی بات ہے کہ آج کل جب کوئی کہے کہ ہم غیر مسلم ملک یورپ یا جو بھی ملک ہو اس کی طرف ہجرت کررہے ہیں تو ہم کہتے ہیں: مبارک باد، میں سمجھتا ہوں یہ بات ایمان کے خلاف ہے، یہ بات خطرناک ہے، بہت ہی خطرناک، اگر وہ ملک ایسا ہے جس نے مسلمانوں پر ظلم کیا ہے، ان کو مارا ہے، ان پر قیامت ڈھائی تو آپ ان کو اس ملک میں جانے پر مبارکباد پیش کررہے ہیں؟ آپ کو کہنا چاہیے کہ لعنت ہو اس ملک پر، کتنا مسلمانوں پر ظلم کیا ہے، کتنا ظالم ملک ہے، کس طرح کا سلوک کیا ہے اس نے مسلمانوں کے ساتھ اور آپ ایسے ملک میں جارہے ہیں؟ بجائے اس کے ہم یہ کہتے ہیں کہ: مبارک ہو۔ کس بات کی مبارک باد؟ اس بات کی کہ ان کی اولاد، اولاد کی اولاد اور یہ خود، ان کا ایمان کمزور ہورہا ہے؟ ان کا ایمان خطرہ میں پڑ رہا ہے؟ ان کے بچے جو تیسری چوتھی نسل ہے، وہ مرتد ہورہے ہیں؟ اور یہ ہورہا ہے، مسلمان بہت بڑی تعداد میں مرتد ہورہے ہیں۔ صرف ارجنٹائن میں ۳۰ لاکھ مسلمان عیسائی بن چکے ہیں، یہ صرف ارجنٹائن کی بات بتارہا ہوں، اور ایسے لاکھوں مسلمان ہیں جو اپنا دین چھوڑ رہے ہیں، وجہ کیا ہے؟ وجہ یہ ہے کہ ہم نے حدیث پاک پر عمل نہیں کیا۔

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ خثعم کی طرف ایک سریہ روانہ کیا، کچھ لوگوں نے (کافروں کے درمیان رہنے والے مسلمانوں میں سے) سجدہ کے ذریعہ پناہ چاہی، پھر بھی انہیں قتل کرنے میں جلدی کی گئی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو آدھی دیت دینے کا حکم دیا اور فرمایا: ''میں ہر اس مسلمان سے بری الذمہ ہوں جو مشرکوں کے درمیان رہتا ہے۔'' لوگوں نے پوچھا: ''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آخر کیوں؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''(مسلمان کو کافروں سے اتنی دوری پر سکونت پذیر ہونا چاہیے) کہ وہ دونوں ایک دوسرے (کے کھانا پکانے) کی آگ نہ دیکھ سکیں۔''

کیسی خطرناک بات ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے ہیں کہ: میں بری ہوں اس مسلمان سے جو مشرکوں کے درمیان رہتا ہے، ڈرنا چاہیے ہمیں بہت زیادہ۔

ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت جریر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھ پر شرط لگائیں، میں اسلام میں داخل ہونا چاہتا ہوں، دین قبول کرنا چاہتا ہوں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان شرائط پر بیعت فرمایا کہ: ''آپ نے ایک اکیلے اللہ تعالیٰ کی ذات کی عبادت کرنی ہے، شرک نہیں کرنا، نماز قائم کرنی ہے، زکاۃ دینی ہے، نماز قائم کرنی ہے، مسلمان کی نصرت

کرنی ہے اور کافروں کا ملک چھوڑ کر مسلمانوں کی طرف آنا ہے۔'' یعنی کہ آپ سوچیں کہ اسلام قبول کرنے کی ایک شرط تھی کافروں کے ملک کو چھوڑنا اور مسلمانوں کے ملک کی طرف آنا۔

بہت دکھ اور افسوس کی بات ہے کہ آج کل جو لوگ دھڑا دھڑ اُن ممالک کی طرف جارہے ہیں، وہ کفر کی خدمت کررہے ہیں، کفر کو مضبوط کررہے ہیں، آپ ذرا گن لیں کہ کتنے ڈاکٹر و انجینئر وغیرہ اِدھر سے نکل چکے ہیں، ہزاروں کی تعداد میں یا لاکھوں کی تعداد میں؟ یہ اگر ادھر واپس آجائیں تو اس ملک کو کتنی ترقی ہوگی؟ مسلمانوں کو کتنا فائدہ ہوگا! اور اگر کفرستان کی طرف جائیں گے تو ظاہری بات ہے ان کو ترقی ہوگی، اس طرح کفر مضبوط ہوتا جارہا ہے اور مسلمانوں کے ممالک کمزور ہوتے جارہے ہیں۔

علماء کرام نے سخت ضرورت کی بنا پر ان ممالک کی طرف سفر کرنے کی گنجائش دی ہے، اس کی کچھ شرائط بھی لگائی ہیں کہ اگر آپ علاج کے لیے جارہے ہیں اور علاج بھی ایسا ہو جو آپ کے ملک میں نہیں ہے، اور اگر ایسا علاج آپ کے ملک میں موجود ہے تو اجازت نہیں یا تعلیم حاصل کرنے کے لیے کہ وہ تعلیم حاصل کرکے واپس آکر آپ اپنے ملک کی خدمت کریں گے، یا دعوت وتبلیغ کے لیے جاتے ہیں اور پھر واپس آجاتے ہیں، لیکن یہ شریعت میں ہے ہی نہیں کہ ادھر ہی ہجرت کرکے وہیں اقامت اختیار کرلی جائے۔

افسوس کی بات ہے کہ پاکستان میں پیدا ہوا، ماں پاکستانی، باپ پاکستانی، ادھر ہی تعلیم وتربیت حاصل کی، پرورش پائی، ادھر ہی کی آب وہوا میں پلا بڑھا اور جب پھل دینے کا وقت آیا ہے تو کفرستان کی طرف چلا جاتا ہے، وہاں جاکر پھل دیتا ہے، ان کی خدمت کرکے ان کو فائدہ پہنچاتا ہے اور مسلمانوں کو محروم کردیتا ہے، آپ دیکھ لیں: مسلمانوں کی اس سوچ کی وجہ سے اچھا ڈاکٹر اب ادھر اتنی آسانی سے نہیں ملتا۔

ایک اور بہت رنج کی بات کہ ہمارے ہاں پاکستان میں کچھ اسکول اور تعلیمی ادارے ایسے ہیں جو اس بات کو فخریہ طور پر پیش کرتے ہیں کہ ہم آپ کے بچے کو ایسی تربیت دیں گے کہ یہ باہر ملک یورپ وغیرہ چلا جائے گا، وہاں سیٹل ہوجائے گا، اور ہم بہت فخر اور خوشی سے اپنے بچے کو اس اسکول میں داخل کراتے ہیں، بچپن ہی سے اس کا یہ ذہن بن جائے گا کہ میں نے باہر جانا ہے، ادھر ہی رہنا ہے، اب یہ بھی ایک خیانت ہے اس ملک سے، اور اس خیانت پر ہم فخر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ شاباش! بہت اچھا! حالانکہ آپ ایمانداری سے سوچیں ذرا، اگر کسی اور ملک کا اسکول بچے کو اس بات کی تربیت دے کہ پاکستان کی طرف چلا جائے تو ہم کیا اس بات سے خوش ہوں گے؟

ہم مسلمان اپنے ممالک کو اپنے ہاتھ سے تباہ کررہے ہیں اور صرف یہ پاکستان میں نہیں ہے، یہ بات ہر جگہ ہی بہت پھیل چکی ہے، ترکی میں غیر قانونی طور پر سمندر پار کرتے ہوئے کتنے لوگ ڈوب گئے،

غرق ہو گئے، صرف اس لیے کہ ادھر کی قومیت کا کارڈ مل جائے۔ اگر ہم اس کارڈ کو حرام سمجھیں، لعنت سمجھیں، یہ کہہ دیں کہ بھائی! آپ کہاں جا رہے ہیں؟ آپ کو احساس نہیں ہوتا کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونا ہے؟ آپ کیا اللہ تعالیٰ کو جواب دیں گے اپنی اولاد کے بارے میں؟ بجائے یہ کہ آپ ان لوگوں کو جو کفّار کے ممالک میں جا رہے ہیں، ان کو دعوت دے کر ادھر بلاتے، آپ خود ادھر جا رہے ہیں، یہ تو بہت ہی تعجب کی بات ہے۔ اگر ہم اسی طرح بولتے رہیں گے تو کفار کی طرف ہجرت کرنے والے مسلمانوں کا تناسب کم ہوتا جائے گا۔ اور ایک بہت شرم کی بات ان مسلمانوں کے لیے جو ہر وقت اسی تگ و دو میں رہتے ہیں کہ کسی طرح وہاں کا کارڈ مل جائے، کسی طرح ہم ادھر جا کر مقیم ہوجائیں، فرانس یا کوئی اور کفّار کے ملک کا باشندہ اپنے ہم وطن سے یہ کہے کہ میں برطانیہ یا آسٹریلیا کی طرف جا رہا ہوں، مجھے ادھر کا ویزا مل گیا ہے، ادھر ہی رہوں گا تو اس کا ہم وطن اس سے ناراض اور خفا ہوجاتا ہے، غصّہ سے کہتا ہے کہ کیا آپ اپنے ملک سے محبت نہیں رکھتے؟ اپنے ملک کو آپ چھوڑ کر کیسے جا رہے ہیں؟ کفار کی سوچ دیکھو اور مسلمانوں کی سوچ دیکھو، بہت ہی شرم کا مقام ہے۔ اور بعض ممالک میں میرے علم میں ہے کہ اس ملک کی شہریت یا کارڈ دینے سے پہلے باقاعدہ طور پر ان سے حلف لیا جاتا ہے کہ میں اس ملک کے ساتھ مکمل طور پر وفاداری کروں گا، میری تمام تر اطاعت اور اخلاص اس ملک کے ساتھ ہے، یہ حلف لیا جاتا ہے، اب اس کا کیا مطلب؟ مسلمان کا دشمن جب اس کا دوست بن گیا تو مسلمان کا کیا حال ہوگا؟ یہ ایک قاعدہ ہے کہ دشمن کا دوست دشمن ہوتا ہے، اب جس نے اس طرح حلف لیا وہ گویا دشمن کا دوست بن گیا اور مسلمانوں کا دشمن بن گیا اور آپ اس دشمن بن جانے پر اس کو مبارکباد پیش کر رہے ہیں؟ ہمارے ایمان کا کیا حال ہوگیا ہے؟ جو اس کارڈ میں عزت کو تلاش کر رہا ہے تو وہ ذرا خود اپنا محاسبہ کرے کہ وہ ایمان کے کس درجہ پر ہے؟ یہ تو منافقین کی صفت ہے کہ منافقین کافروں سے عزت لینا چاہتے تھے، ہمارے ایمان کا حصّہ کہاں چلا گیا؟

مسلمان کی لڑائی اللہ کے لیے ہے اور کفار کی لڑائی شیطان کے لیے اور طاغوت کے لیے ہے، مسلمانوں کی اور کفار کی لڑائی یہ دونوں کبھی بھی مل نہیں سکتیں، دونوں کے مقاصد بالکل الگ الگ ہیں، اب جب یہ دونوں ایک ہی ملک میں رہ رہے ہیں اور وہ ملک کفار کا ہے، اکثریت وہاں کفار کی ہے تو جب اگر لڑائی ہوتی ہے تو کس کا جھنڈا اُٹھایا جائے گا؟ اللہ تعالیٰ کا یا طاغوت وشیطان کا؟ ظاہر سی بات ہے شیطان کا ہی جھنڈا اُٹھایا جائے گا۔

آج کل چونکہ لوگوں کی اصلاح کی طرف توجہ کم ہے، ملک کی قدر دانی دل سے نکل گئی ہے، اس لیے ملک کی ناقدری کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ملک تباہ ہوجاتا ہے تو ہوجائے، ہم نے تو ادھر ہی جانا ہے، یہ

بات بالکل ہی غلط ہے، پاکستان مسلمانوں کا ملک ہے، اس کو محفوظ کرنا، اس کی حفاظت کرنا یہ ایمان کا حصّہ ہے۔ مدینہ شریف میں جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ہجرت کی تو یہ سب قریش تھے، لیکن مدینہ شریف کو محفوظ کرنے کے لیے قریشیوں سے لڑے، اس کی کیا وجہ ہے؟ کیونکہ وہ جانتے تھے کے مدینہ شریف اب مسلمانوں کا ایک قلعہ ہے، ایک مرکز ہے، اس کو محفوظ کرنا ضروری ہے۔ پاکستان بھی آج کل مسلمانوں کا مرکز ہے، مسلمانوں کے لیے اس کو محفوظ کرنا بھی ضروری ہے، مگر اللہ کی عظیم نعمت کی ناشکری کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ پاکستان میں ہر جگہ کچرا ہے، روڈیں بالکل خراب ہیں، عوام ٹھیک نہیں ہے، بجلی جاتی ہے تو کئی دن بعد آتی ہے، مہنگائی اتنی ہے کہ کھانے پینے کے اخراجات تک پورا کرنا مشکل ہے۔ لیکن جب ہم یورپ وغیرہ کے حالات دیکھیں گے تو ہم کہیں گے کہ: الحمد للہ! ہمارا ایمان محفوظ ہے، ہماری اولادوں کا ایمان محفوظ ہے، ہر چیز برداشت ہوسکتی ہے، مگر ایمان کی کمزوری، ایمان کے ضائع ہونے کو ہم برداشت نہیں کر سکتے۔

یہ ٹھیک ہے کہ پکے نمازی وہ اُدھر جا کر بھی نماز پڑھتے ہیں، مگر آپ دیکھیں گے کہ والدین جو یہاں سے نکلتے ہیں، جو نمازی ہوتے ہیں پچاس فیصد وہاں جا کر مسجد جانا چھوڑ دیتے ہیں اور ان کے بچے نماز ہی چھوڑ دیتے ہیں، مسلمان ہیں تو بس برائے نام کے، پھر کسی عیسائی کے ساتھ شادی کر لیتے ہیں۔ مسلمان کو تو تمنا کرنی چاہیے کہ میں نے نیک لوگوں اور دین داروں کے ساتھ رہنا ہے، موت کے بعد بھی مسلمانوں کے ساتھ دفن ہونا ہے، بعض واقعات دیارِ غیر میں ایسے بھی ہوئے ہیں کہ مخصوص جگہ جہاں پر مسلمانوں کو دفناتے ہیں وہ نہیں ملی، مجبوراً کافروں کے قبرستان میں دفنایا، العیاذ باللہ۔

بخاری شریف کی حدیث شریف ہے کہ: تین چیزیں جس میں ہیں وہ ایمان کی مٹھاس پالے گا: ایک یہ کہ اس کے نزدیک سب سے محبوب اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہو، اس کا کیا مطلب ہے؟ انسان نے اگر دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت رکھنی ہے تو اسی وقت رکھ سکتا ہے جب دل سے دنیا کو نکال دے، جب تک دل میں دنیا کی محبت ہے اس وقت تک اللہ تعالیٰ کی محبت نہیں آسکتی۔ انسان اگر دل سے اس دنیا کی محبت کو نکال دے تو یوں سمجھ لیں کہ آدھی پریشانیاں ختم ہوگئیں۔ آپ گن لیں ہماری اکثر پریشانیاں دنیا کی محبت کی وجہ سے ہیں، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سنتوں پر اتباع کی برکت سے ملے گی، دوسرا ہمارے جو تعلقات ہوں وہ اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہوں، اگر ہم اس بات پر عمل کرتے ہوں، جو بھی تعلقات رکھیں صرف اللہ ہی کے لیے رکھیں تو کوئی پریشانی نہیں ہوگی، لیکن جب ہم دنیا کے لیے اور دنیا کو خوش کرنے کے لیے تعلقات رکھتے ہیں تو پھر پریشان ہوجاتے ہیں کہ میں نے اس کو اتنا دیا تھا، اس نے بدلہ میں میرے ساتھ کیا کیا؟ کیسا رویہ اختیار کیا؟ اور اگر تعلق اللہ کے لیے تھا تو کہے گا کہ جو آتا ہے ٹھیک ہے، جو چلا جائے وہ بھی کوئی حرج کی

بات نہیں، تیسری چیز وہ کفر کی طرف واپس لوٹنے کو اتنا برا سمجھے، جتنا برا آگ میں ڈالے جانے کو سمجھتا ہے، انسان کتنا ڈرتا ہے آگ میں ڈالے جانے سے، اسی طرح کفر کی زندگی سے، اس کی عادات وصفات سے ڈرنا چاہیے، اگر ہمارے دل میں کفر کی زندگی سے بغض اور نفرت ہے تو کفار کے ممالک کی طرف جانے کا اتنا اشتیاق کیوں؟ اور پاکستان جو اسلام کے نام پر بنا اس کی قدر کیوں نہیں؟ جتنا ہمارے دل میں کفر سے نفرت وبغض ہوگا اتنا ہی ہم کفرستان کی طرف جانے سے نفرت کریں گے اور پاکستان میں رہنے کو اپنی سعادت سمجھیں گے۔

آج کل لوگ کہتے ہیں کہ یار! ہم یورپ، یو کے وغیرہ کی طرف گئے، کیا صفائی کیا انتظامات ہیں! ایسے درخت اور ہریالی ہے، دنیا جہاں کی سہولیات ادھر موجود ہیں، ادھر پاکستان میں اگر آپ ائیر پورٹ پر پہنچتے ہیں تو اتنا پوچھتے تنگ کرتے ہیں کہ کہاں جانا ہے؟ کہاں سے آئے؟ ادھر اتنا احترام ہے، اتنی عزت دیتے ہیں، کوئی نہیں پوچھتا کہ کہاں جانا ہے؟ ہر طرح کی آزادی ہے، اب یہ بہت بڑی کوتاہی اور غلطی ہے دین اور شریعت کی نظر میں بھی اور دنیا کی نظر میں بھی کہ وہ یہ نہیں بتاتے کہ مسلمانوں کے بچوں کی کیا حالت ہے؟ اس کا دین وایمان محفوظ ہے یا نہیں؟ ادھر جو لوگ دنیا کی طرف جارہے ہیں ان کی کیا کیفیت ہے؟ یہ نہیں بتاتے کہ وہاں کی خواتین کی مجموعی حالت کیا ہے؟ کس حال میں وہ پھرتی ہیں؟ وہاں پر والدین کو کیا درجہ دیا جاتا ہے؟ انسان جب بوڑھا ہوجائے تو اس کا کیا حال ہوتا ہے؟

ہمارے یہاں کراچی میں، کسی مالدار نے اپنے بچے کو باہر بھیج دیا کہ اچھی زندگی گزار لے، تف ہے ایسی سوچ پر، کفار کے ملک کی رنگینیاں دیکھ کر وہ ادھر کا ہی ہو کر رہ گیا، ماں باپ پھر کس کو یاد رہتے ہیں؟ ان کا بیٹا وہاں پر ڈاکٹر بن گیا، خود پر فالج گر گیا، بہت بیمار ہوگیا، اب دل میں حسرت پیدا ہوئی کہ موت سے پہلے اپنے بیٹے کو دیکھ لوں، اس کو فون کیا کہ ادھر آجائیں، آپ کو مرنے سے پہلے صرف ایک نظر دیکھنا چاہتا ہوں، اس نے جواب میں کہا: ہمارے پاس آنے کا ٹائم نہیں ہے، فون کرتے رہے، مگر اس نے فون نہیں اُٹھایا، یہی حسرت دل میں لیے مرگیا: ''فَاعْتَبِرُوْا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ''... ''تو اے (بصیرت کی) آنکھیں رکھنے والو! عبرت پکڑو۔'' (الحشر)

لوگ ایک غلط مفروضہ یہ بھی پیش کرتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی، پہلی بات تو یہ کہ اس وقت جب یہ مسلمان مکّہ میں تھے کوئی بھی مسلمانوں کا ملک نہیں تھا، جس کی طرف یہ ہجرت کرتے، دوسرا مکہ میں اُن پر بہت ظلم ڈھائے جارہے تھے، مشرکین کی طرف سے بہت مشکل اور تکلیف میں تھے، اپنے دین پر نہیں قائم رہ پارہے تھے، پاکستان میں آپ کو کون منع کرتا ہے دین پر عمل

کرنے سے؟ اور یہ بھی اللہ کے رسول ﷺ کا ایک حکم تھا، حبشہ کا نجاشی بھی ایک بہت اچھا انسان تھا اور بعد میں انہوں نے اسلام بھی قبول کرلیا تھا اور پھر جب مسلمان مدینہ شریف میں آگئے تو پھر کبھی کسی نے نام تک نہیں لیا اور نہ کبھی سوچا کہیں اور جانے کا اور یہ بات بھی ذہن میں رکھنا کہ اس وقت کے اور آج کے فتنوں میں بہت زیادہ فرق ہے، جیسے جیسے ہم زمانۂ نبوت سے دور ہوتے جارہے ہیں، فتنے چاروں طرف سے ہمیں اپنی لپیٹ میں لے رہے ہیں۔ یورپ اور دیگر کفّار کے ممالک میں جس فتنے نے ایک کثیر تعداد میں مسلمانوں کو اپنی گرفت میں لے لیا ہے، جس نے نہ عالم کو چھوڑا ہے، نہ داعی کو، نہ تصوف والے کو، سب کو لگا دیا ہے، وہ عورتوں کا فتنہ ہے، جس کے بارے میں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ: ''میں نے اپنے بعد مردوں کے لیے عورتوں سے زیادہ نقصان دہ کوئی فتنہ نہیں چھوڑا۔''

خواتین کا فتنہ کس قدر خطرناک ہے؟! ایک واقعہ سناتا ہوں عبرت کے لیے، ایک بہت ہی نیک شخص حافظِ قرآن جہاد کے لیے سفر پر چل دیئے، عیسائیوں سے مقابلہ ہوا، عیسائیوں کو گھیرے میں لیا ہوا ہے کہ ان کی نظر ایک خاتون پر پڑی، عورت پر نظر پڑتے ہی اس کے حسن کے فتنے میں گرفتار ہوگیا، اس کو خط بھیجا کہ میں آپ سے شادی کرنا چاہتا ہوں، اس نے کہا کہ میری آپ کی شادی کیسے ہوسکتی ہے؟ آپ مسلمان ہیں، میرے والد کہہ رہے ہیں کہ آپ عیسائی بن جاؤ، پھر ہی آپ مجھ سے شادی کرسکتے ہیں، اس نے مسلمانوں کی فوج چھوڑ دی اور دینِ اسلام چھوڑ کر عیسائیت اختیار کرلی، اس لڑکی سے شادی کی اور پھر اس کی اولاد بھی ہو گئی، کچھ عرصہ کے بعد مسلمان ان سے ملنے اور ان کو دیکھنے کے لیے آئے کہ دیکھیں کس حال میں ہیں؟ پوچھا کہ آپ کے قرآن پاک کا کیا ہوا؟ کہنے لگے کہ صرف ایک آیت یاد ہے: ''رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ''، ''کسی وقت کافر لوگ آرزو کریں گے کہ اے کاش! وہ مسلمان ہوتے۔'' (الحجر)

ایک اور حدیث شریف سناتا ہوں کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: ''ایک دیہاتی نے نبی کریم ﷺ سے اسلام پر بیعت کی، پھر اسے بخار ہوگیا تو اس نے کہا کہ میری بیعت فسخ کردیجیے، آنحضرت ﷺ نے انکار کیا، پھر وہ آنحضرت ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا: میری بیعت فسخ کردیجیے، آنحضرت ﷺ نے انکار کیا، آخر وہ (خود ہی مدینہ سے) چلا گیا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''مدینہ بھٹی کی طرح ہے، اپنی میل کچیل دور کردیتا ہے اور صاف مال کو رکھ لیتا ہے۔'' جو صحیح طور پر مسلمان ہیں، وہی مسلمانوں کے ملک میں قرار پکڑتے ہیں، باقی یہاں سے بھاگنے اور نکلنے کی فکر کرتے ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو اس خطرناک فتنے اور تمام فتنوں سے بچائے، ہمارے اور ہماری اولادوں کے اسلام کی حفاظت فرمائے، دین پر ثابت قدمی اور استقامت نصیب فرمائے۔ (آمین)

..... ❁ ..... ❁ ..... ❁ .....